حیاتِ نور

عبدالقادر (سابق سوداگر مل)

نام کتاب : حیاتِ نور

مصنف : عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل)

سن اشاعت : 2003ء

تعداد : ایک ہزار(1000)

زیراشاعت : نظارت نشرواشاعت قادیان

مطبع : پرنٹ وِل فوکل پوائنٹ امرتسر

ISBN - 81-7912-048-1

حیاتِ نُور

عبدالقادر (سوداگرمل)

پیش لفظ

حیاتِ نور مکرم عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) کی تصنیف ہے جس میں حضرت الحاج حکیم مولوی نورالدین بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی درج ہیں۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ مومن کی روح کو تازہ کرتا ہے۔ ہندوستان کے احمدی بڑے عرصہ سے اس کتاب کا مطالبہ کررہے تھے۔ اب دفتر نشرواشاعت قادیان حضور انور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے اُمید ہے کہ یہ کتاب بہت سے لوگوں کے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوگی۔

ناظر نشرواشاعت

صدر انجمن احمدیہ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عرضِ حال

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ''حیاتِ طیبہ''[1] یعنی سوانح حیات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو احباب کی خدمت میں پیش کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ''حیاتِ نور'' یعنی سیرت و سوانح حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ کتاب گو میرے اندازے سے زیادہ ضخیم ہوگئی ہے۔ مگر میں نے سوچا کہ حضرت فضل عمر مصلح موعود اور پسر موعود کا مبارک زمانہ ہے اور ابھی تک خدا تعالیٰ کے فضل سے متعدد جلیل القدر صحابہ بھی موجود ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا نور الدینؓ کا زمانہ پانے والے احباب تو سینکڑوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں، اس لئے اس کتاب میں مَیں نے سوانح کے ساتھ ساتھ سیرت کے حصہ کو بھی شامل کرلیا۔ کیونکہ اس زمانہ میں آپ کی سیرت کے واقعات کا جمع کرنا آسان تھا، اب اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ تو انشاء اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت پر بھی ایک کتاب لکھوں گا۔ تا کہ ''حیاتِ طیبہ'' بھی دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے مکمل ہو جائے۔

افسوس ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے قبل قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا وصال ہوگیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ ''حیاتِ طیبہ'' کی تصنیف کے ہر مرحلہ پر میں آپ سے برابر استصواب کرتا رہا۔ اور مجھے فخر ہے کہ اس کتاب کو حضرت قمر الانبیاء نے دو مرتبہ پڑھا۔ پہلی مرتبہ سرسری طور پر اور جب دوسرا ایڈیشن نکلا۔ تو گہری نظر سے، اور پھر دو قسطوں میں باوجود بیماری کے اپنے دست مبارک سے تحریر فرما کر اپنے نہایت ہی قیمتی مشوروں سے نوازا۔ جنہیں انشاء اللہ تیسرے ایڈیشن میں پوری طرح مدنظر رکھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار احسان ہے۔ کہ اس نے مجھے ''حیاتِ نور'' کا مسودہ بھی حضور کی خدمت میں

---

[1] ''حیاتِ طیبہ'' کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر قبولیت عطا فرمائی ہے۔ کہ اب تک احباب کی طرف سے اظہار خوشنودی پر مشتمل خطوط آرہے ہیں اور بنگلہ زبان میں اس کا ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

پیش کرنے کا موقعہ عطا فرمایا۔ پہلے آپ کے ارشاد کے ماتحت میں نے حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہان پوری کو ایک حصہ مسودہ کا پڑھ کر سنایا پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا میری نیت صرف یہ تھی کہ مسودہ حضور کے ہاتھ میں دے کر اس کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست کروں گا۔ جس وقت میں نے آپ کی کوٹھی پر حاضر ہو کر اندر اطلاع بھجوائی۔ تو بیماری کی وجہ سے آپ کی طبیعت نہایت ہی کمزور تھی اور ضعف کا یہ حال تھا کہ دیوار کے ساتھ سہارا لے کر نہایت ہی تکلیف کے ساتھ آپ برآمدہ میں تشریف لائے۔ مگر چہرہ ہشاش بشاش تھا۔ دو آدمیوں کے سہارے سے آپ کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ میں نے مزاج پرسی کے بعد مسودہ آپ کے ہاتھ میں دیا اور یہ کہنا چاہتا تھا کہ حضور اس پر دعا فرمائیں۔ مگر میری زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے کہ ''حیاتِ طیبہ'' کا پیش لفظ تو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ نے لکھا تھا، اب میں حیران ہوں کہ اس کتاب کا پیش لفظ لکھنے کے لئے کس بزرگ سے درخواست کروں۔ مگر خدا تعالیٰ گواہ ہے۔ کہ جب یہ الفاظ میری زبان سے نکلے۔ اس وقت میرے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی، کہ میں بیماری اور کمزوری کے ان ایام میں آپ کو ''پیش لفظ'' لکھنے کی تکلیف دوں، مگر قربان جایئے اس رحیم وکریم انسان پر کہ میرا یہ فقرہ سن کر فوراً فرمایا۔ کہ دس دن کے لئے یہ مسودہ میرے پاس رہنے دیں، میں اسے پڑھوں گا۔ اس مختصر سی گفتگو کے بعد میں آپ سے رخصت ہو کر لاہور آ گیا۔ آپ کی کمزوری اور ضعف کو مدنظر رکھ کر میں نے آٹھویں دن لکھا۔ کہ اگر مسودہ حضور نے ملاحظہ فرما لیا ہو تو میں لینے کے لئے حاضر ہو جاؤں۔ اس کا جواب آپ کی طرف سے یہ آیا کہ میں ان ایام میں زیادہ بیمار رہا ہوں، اس لئے دیکھ نہیں سکا، مگر دیکھوں گا ضرور! اس جواب کے پانچ چھ دن کے بعد مجھے اتفاق سے ربوہ جانا پڑا۔ آپ کی خدمت میں بھی حاضری ضروری تھی، کیونکہ ربوہ جا کر آپ سے ملاقات کئے بغیر چین ہی نہیں آتا تھا۔ جب حاضر ہوا۔ تو آپ کسی مہمان سے گفتگو فرما کر اٹھے ہی تھے، مجھے دیکھ کر فرمایا۔ ان دنوں میرے گھر سے اس قدر بیمار رہے ہیں۔ کہ جب رات پڑتی تھی، تو میں سمجھتا تھا، شاید رات ختم ہونے سے پیشتر یہ اپنے مولیٰ کے حضور میں حاضر ہو جائیں گے اور جب دن چڑھتا تھا، تو خیال آتا۔ شاید دن غروب ہونے سے پہلے یہ حادثہ پیش آ جائے گا، میری اپنی حالت تو آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔ مگر آپ تسلی رکھیں۔ میں انشاء اللہ دیکھوں گا ضرور۔ اس کے بعد میں واپس آ گیا۔ ہفتہ عشرہ کے بعد میں نے لکھا۔ کہ حضور! اگر کاتب کو مسودہ جلد نہ دیا گیا۔ تو جلسہ سالانہ تک اس کتاب کا تیار ہونا مشکل ہو جائے گا۔ میری اس عرضداشت پر ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ آپ نے ازراہِ نوازش وہ ''پیش لفظ'' لکھ کر بھیج دیا۔ جو اس کتاب کی زینت بن

چکا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ حضرت قمر الانبیاء کے فیوض کو قیامت تک جاری رکھے۔ اور اپنے حضور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

''حیاتِ طیبہ'' نام تو قمر الانبیاء نے رکھا تھا، مگر افسوس کہ آپ کی بیماری کے پیش نظر میں اس کتاب کے نام کے متعلق آپ سے استفسار نہیں کر سکا۔ مگر اس خیال کے پیش نظر کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سب سے پہلے سوانح نگار حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے سوانح حیات لکھنے کا عزم بالجزم کیا تھا، اور کتاب کا نام ''حیاتِ نور'' تجویز فرمایا تھا، بلکہ چند قسطیں اپنے اخبار ''الحکم'' میں لکھی بھی تھیں۔ اس لئے ان کی خواہش کے احترام میں مَیں نے اپنی کتاب کا نام ''حیاتِ نور'' رکھ لیا۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کی قبولیت کے متعلق بھی دعا فرمائیں۔

مرقاۃ الیقین فی حیاتِ نور الدین

احباب جانتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنی زندگی میں اپنے سوانح حیات کا ایک حصہ اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی کو لکھوا دیا تھا۔ جو ''مرقاۃ الیقین فی حیاتِ نور الدین'' کے نام سے چھپ چکا ہے۔ اکبر شاہ خان صاحب نے اس کا دوسرا حصہ بھی لکھا تھا، مگر ان کے سلسلہ سے علیحدہ ہو جانے کی وجہ .... سے وہ محفوظ نہیں رہ سکا۔ الحمد للہ کہ اب خاکسار کو یہ مفصل کتاب احباب کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے، احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ میری اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے اور میرے گناہوں سے درگزر فرما کر بغیر حساب کے اپنی رحمت کی آغوش میں لے لے۔ آمین ثم آمین!

الراقم
آثم عبدالقادر (سابق سوداگرمل)
مربی سلسلہ احمدیہ مقیم مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ۔ لاہور
۱۱؍نومبر ۱۹۶۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَعلیٰ عَبدہ المَسِیحُ المَوعُود

''حیاتِ نور''

پیش لفظ

رقم فرمودہ قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ لاہور اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''حیاتِ طیبہ'' (سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی وجہ سے جماعت میں کافی متعارف ہو چکے اور شہرت پا چکے ہیں۔ اب انہوں نے خدا تعالیٰ کی توفیق سے حضرت حاجی الحرمین مولوی حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی سیرۃ لکھنی شروع کی ہے اور مجھ سے اس کا پیش لفظ لکھنے کے لئے درخواست کی ہے۔

حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ اپنے علم وفضل اور تقویٰ وطہارت اور توکل علی اللہ اور اطاعتِ امام میں ایسا مقام رکھتے تھے۔ جو بعض لحاظ سے عدیم المثال تھا۔ آپ کی تعریف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر کافی ہے:

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ امت نور دیں بودے!
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس مردِ مومن کے متعلق یہ شاندار توصیفی الفاظ استعمال کئے ہیں کہ مولوی نورالدین صاحب اس طرح میری پیروی کرتے ہیں۔ جس طرح انسان کی نبض اس کے دل کی حرکت کے پیچھے چلتی ہے۔ حقیقتاً حضرت مولوی صاحب کا مقام اطاعت اور مقامِ توکل بہت ہی بلند تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعویٰ سے پہلے یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ

مجھے کوئی ایسا مددگار عطا فرمائے۔ جو میرا دست و بازو ہو کر کام کر سکے۔ چنانچہ جب حضرت خلیفہ اولؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ تو انہیں دیکھتے ہی حضور کے دل سے یہ صدا نکلی۔ کہ:

ھذا دُعَائی

"یعنی یہ مرد مومن میری دعاؤں کی قبولیت کا نتیجہ ہے!"

حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کی ارفع شان اور علم کی گہرائی اور خداداد بصیرت اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ابھی بچہ ہی تھے۔ کہ حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق وثوق کے ساتھ فرمایا۔ کہ یہی ہونے والا مصلح موعود ہے،

میں نے شیخ عبد القادر صاحب کی اس کتاب کو کہیں کہیں سے دیکھا ہے۔ مگر میں امید کرتا ہوں۔ کہ خدا کے فضل سے یہ کتاب بھی قریباً قریباً اسی شان کی کتاب ہو گی۔ جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح میں لکھی ہے، مجھے یقین ہے کہ دوست اس مفید کتاب کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں گے۔ تا کہ حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کے انوار قدسیہ سے زیادہ سے زیادہ برکت حاصل کر سکیں۔

خاکسار

مرزا بشیر احمد

ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

''حیاتِ نور'' سے متعلق
بزرگان سلسلہ کی آراء اور تبصرے

حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہاں پوری تحریر فرماتے ہیں:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

میں نے اپنے آقا سیدنا حضرت مولوی حکیم نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوانح سے متعلق مکرمی مولوی شیخ عبدالقادر صاحب مربی جماعت احمدیہ لاہور کا مضمون از اوّل تا آخر سن لیا ہے میری رائے میں یہ مضمون نہایت عمدہ دلچسپ اور مفید ہے، میں اس سے بہت خوش ہوا ہوں اور متمنی ہوں کہ یہ جلد شائع ہو جائے تا دنیا کو فائدہ پہنچائے۔ فقط۔

خاکسار مختار احمد عفی اللہ عنہ شاہ جہاں پوری
۵/اپریل ۱۹۶۳ء

مکرم و محترم جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب جٹ امیر جماعت احمدیہ قادیان۔ جن کی تحریر کا عکس آپ بالمقابل صفحہ پر دیکھ رہے ہیں۔ کتاب ''حیاتِ نور'' پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عزیزم مکرم شیخ عبدالقادر صاحب فاضل مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم لاہور
مصنف ''حیاتِ طیبہ''

نے حضرت خلیفۃ المسیح اول سیدنا نورالدینؓ کی جو سوانح عمری ''حیاتِ نور'' کے نام سے مرتب کی ہے، اس کے مطالعہ سے (ان) لوگوں کو جنہوں (نے) حضورؓ کا زمانہ پایا ہے اور حضور کے اقوال و ارشادات کو خود اپنے کانوں سے سنا ہے، یوں معلوم ہوتا ہے۔ گویا وہ مبارک زمانہ پھر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ کتاب پڑھنے سے حضور کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت، قرآن کریم سے عشق اور اللہ تعالیٰ پر توکل بلند اور آہنی عزم، حکیمانہ ارشادات، اتفاق اور اتحاد کی تلقین، ضرورت خلافت، نظام کی اہمیت اور اطاعتِ امام سے متعلق پرزور تقریریں جب سامنے آتی ہیں، تو مؤلف کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔

اس کتاب کی مدت سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ مؤلف قابل صد مبارکباد ہیں۔ کہ انہوں نے پوری تحقیق و تدقیق اور محنت و عرقریزی سے کام لے کر حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کی ایک جامع سوانح عمری تیار کر کے ہمارے ہاتھوں میں دے دی ہے، اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ واقعات کی ترتیب، چھان بین اور تفاصیل کے لحاظ سے یہ کتاب یقیناً اس قابل ہوگئی ہے کہ اب بعد میں آنے والا کوئی مؤرخ اس مضمون پر لکھتے وقت اسے نظر انداز نہیں کر سکے گا۔

اس کتاب کی تالیف میں زیادہ خوش کن بات مجھے یہ نظر آتی ہے۔ کہ واقعات کے اندراجات کے وقت اس امر کو پورے طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ کہ مفہوم بیان کرنے کی بجائے حضورؓ کے اپنے الفاظ درج کئے جائیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔

خاکسار
عبدالرحمٰن امیر جماعت احمدیہ قادیان
۱۵ر ستمبر ۱۹۶۳ء

''حیات نور'' پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جٹ امیر جماعت احمدیہ قادیان کے تبصرے کا عکس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرم و محترم شیخ عبدالقادر صاحب فاضل مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم لاہور
مصنف "حیاۃ طیبہ"

آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح اول سیدنا نورالدین رضی اللہ عنہ کی جو سوانح عمری
حیات نور کے نام سے مرتب کی ہے اس کے مطالعہ سے لوگوں
کو حضور رضی اللہ عنہ کا زمانہ پا لینے اور حضور رضی اللہ عنہ کے اقوال و
ارشادات کو حضور کی زبان سے سننے کا یوں معلوم ہوتا ہے
گویا وہ پیارا زمانہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں
کتاب شریف سے حضور رضی اللہ عنہ کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے
محبت قرآن کریم سے عشق اور اللہ تعالیٰ پر توکل ملتا ہے اور
آپ کی [illegible] ارشادات "دقائق" [illegible] تعلیم [illegible]
[illegible] اور [illegible] سے متعلق [illegible]
[illegible] سامنے آتی ہیں تو مولف کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے
اس کتاب کی طرف سے ضرورت [illegible] مولف فاضل [illegible]
[illegible] تحقیق و تدقیق اور [illegible]
حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی [illegible] سوانح عمری [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
اس کتاب کو [illegible]
کے [illegible]
[illegible] مفہوم بیان [illegible] ملحوظ رکھا گیا ہے
[illegible] فجزاہ اللہ احسن الجزاء [illegible]
[illegible] امیر جماعت احمدیہ قادیان
[illegible]

اخویم محترم جناب مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری ایڈیٹر رسالہ ''الفرقان'' لکھتے ہیں:

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ وارضاہ اس قرن میں اسلام کے وہ بے مثال فدائی ہیں۔ جنہوں نے اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نثار کر دیا، وہ پہلے فرزند اسلام ہیں۔ جنہوں نے عصر حاضر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماموریت کی آواز پر سب سے پہلے لبیک کہی اور پھر اس راہ میں آخر تک قربانی کا ایک نادر نمونہ قائم فرمایا۔

وہ احمدی جماعت کے جملہ افراد کے لئے قابل تقلید اسوہ ہیں، ان کے حالات کا مطالعہ کرنا اور اس طریق پر گامزن ہونا، جو آپ نے زندگی بھر اختیار کی۔ ہر سچے احمدی کا فرض ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ امت نور دیں بودے!

ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

اخویم محترم جناب شیخ عبدالقادر صاحب نے اپنی تازہ تصنیف ''حیاتِ نور'' کے ذریعہ ایک بیش بہا خدمتِ سلسلہ کی ہے، کتاب نہایت محنت اور پوری کاوش سے لکھی گئی ہے اور واقعات کی چھان بین میں شیخ صاحب موصوف نے اپنا مؤرّخانہ مستقل طریق عمل ہر مرحلہ پر قائم رکھا ہے۔ کتاب کی کتابت طباعت اور کاغذ بھی نہایت عمدہ ہے۔ ہر جگہ اخلاص کی جھلک نمایاں ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر بخشے، اور اس کتاب کو احباب کے لئے نافع بنائے۔ آمین! اس کی بکثرت اشاعت ازبس ضروری ہے۔

خاکسار ابوالعطاء جالندھری ۱۸ر نومبر ۱۹۶۳ء

مکرم ومحترم جناب چوہدری محمد اسد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور تحریر فرماتے ہیں:

آپ کی تالیف منیف ''حیاتِ نور'' کا اب تک کا طبع شدہ حصہ جو ۴۱۶ صفحات پر مشتمل ہے، خاکسار نے پڑھا ہے، آپ کے لئے اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے لئے بے اختیار دل سے دعا نکلتی ہے، جو حالات حضرت ممدوح ؓ کی زندگی کے اس حصہ میں درج ہیں، ان کے مطالعہ سے اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی ذات اور صفات پر ایمان کو ایک نئی جلا ملی اور آپ کے لئے بھی دل جذبات تشکّر اور محبت سے معمور ہے کہ آپ نے مومنوں کے لئے تسکینِ روح کا ایک اور سامان مہیا فرمایا اور غیر مومنوں کے لئے رحیم و کریم ورحمٰن ''اللہ'' کی بے پایاں قدرت و جبروت پر ایمان لانے کی راہیں آسان کر دیں آپ کی یہ تصنیف پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے اس وعدے پر یقین اور محکم ہوا کہ:

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے درجات میں بلندی عطا فرمائے۔ آمین! اور آپ کی اس مساعیٔ جمیلہ کو اپنی قبولیت کی سند عطا فرما کر آپ کو اپنے دین حقّہ کی بیش از بیش خدمت کرنے کی توفیق وافر عطا فرمائے۔ آمین اور آپ کی اولاد کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جو کوئی بھی آپ کی اس کتاب کو پڑھے گا۔ ضرور فائدہ حاصل کرے گا اور یہ مطالعہ ہر نوع سے ہو پڑھنے کے لئے ازدیادِ ایمان وایقان کا موجب ہوگا۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والاٰخرۃ

والسلام

خاکسار اسداللہ خاں ۲۰ نومبر ۱۹۶۳ء

محترم جناب ملک غلام فرید صاحب ایم۔اے ''حیات نور'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

خلافت ثانیہ کے نہایت شاندار اور لمبے دور کی وجہ سے جماعت کا نوجوان طبقہ قدرتاً مسیح پاک کے صدیق سیدنا حضرت نورالدین[1] اعظم رضی اللہ عنہ کی روحانی عظمت اور صدق وصفا کے اس نمونہ سے جو انہوں نے اپنے آقا علیہ السلام کے ساتھ دکھایا اور جس کی نظیر حضرت صدیق اکبر سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا شاید ہی کہیں ملے، بے خبر ہو رہا تھا، اور جماعت میں شدت سے اس بات کا احساس تھا، کہ آپ کی سیرت پر کوئی ایسی کتاب لکھی جائے۔ جو اس کمی کو پورا کرے، سوالحمدللہ کہ مکرمی جناب مولانا شیخ عبدالقادر صاحب نے اس کمی کو نہایت احسن طریق سے پورا کر دیا ہے، آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے سوانح حیات پر ایک مبسوط کتاب ''حیاتِ نور'' کے نام سے تصنیف فرمائی ہے۔ میں نے اس کا ایک حصہ دیکھا ہے۔ کتاب ایسے ''دلکش اور لطیف پیرائے'' میں لکھی گئی ہے۔ کہ جب تک ان چارسو صفحات کو جو مجھے دیئے گئے تھے۔ ختم نہ کر چکا۔ میں اس کو اپنے سے علیحدہ نہ کر سکا۔ ابھی نصف حصہ کتاب کا باقی ہے۔ مگر اس کا پہلا حصہ زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ ؎

قیاس کن زِ گلستانِ من بہار مرا

---

[1] میرے اس سوال پر کہ آپ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کو ''اعظم'' کس پہلو سے کہتے ہیں۔ محترم جناب ملک صاحب نے فرمایا۔ اعظم سے میری مراد یہ ہے۔ کہ ''نورالدین'' نام کے جتنے اشخاص گزر چکے ہیں، ان سب میں آپ کو نمایاں مقام حاصل تھا، ورنہ نعوذ اللہ من ذالک میرا یہ مطلب نہیں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی بڑے تھے۔ مؤلف

مکرمی شیخ صاحب نے اس کتاب میں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی سیرت کے ہر پہلو پر سینکڑوں واقعات نہایت صاف اور سادہ، تصنع اور تکلف سے ناآشنا طریق پر جمع کر دیئے ہیں۔ کتاب کے قریباً ہر صفحہ پر حضرت ممدوح کی سیرت کا کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ درج ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نورالدین اعظم کس روحانی عظمت کے مالک تھے اور کس قدر دنیا اور دنیا والوں سے بے نیاز اور اپنے رب پر توکل کرنے والے اپنے آقائے نامدار آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح پاک کے سچے اور وفادار خادم تھے۔

مولانا شیخ عبدالقادر صاحب جو ایک نیک اور سادہ طبیعت کے انسان ہیں۔ انہوں نے ایک بہت بڑے روحانی مگر نہایت سادہ انسان کے حالات زندگی بہت سادہ مگر بہت دل کش پیرائے میں بیان کر دیئے ہیں۔ آپ نے یہ کتاب تصنیف فرما کر ایک بہت بڑی کمی کو پورا کر دیا ہے، اور جماعت احمدیہ پر عموماً اور جماعت کے نوجوان طبقہ پر خصوصاً بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔

میں خود برسوں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوں، اور دن رات آپ کے درس سنے اور انہیں اپنی کاپیوں پر نوٹ کیا۔ مولانا شیخ عبدالقادر صاحب کی اس کتاب کے پہلے نصف حصہ کے مطالعہ نے حضرت ممدوح کے متعلق میرے علم اور حضور کے ساتھ میری محبت میں بہت بڑا اضافہ کیا ہے۔ اس کتاب کی تصنیف میں مولانا نے ہزاروں ہی صفحات کھنگال ڈالے ہیں، اور بہت ہی محنت اٹھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آمین

غلام فرید ملک ۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء

محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائی کورٹ وممبر نگران بورڈ۔ اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

زمانہ کروٹیں لیتا چلا جاتا ہے، پرانے نقوش مٹتے اور نئے ابھرتے چلے جاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا عہد اس کی یاد اور اس سے جو فوائد ہم لوگوں نے حاصل کئے۔ نئی پود بہت حد تک اس سے ناواقف ہے، ان بظاہر مٹتی ہوئی یادوں کے متعلق بعض امور اس انداز کے ہوتے ہیں کہ انہیں قائم رکھنا اور ہر ممکن طریق سے انہیں بھولنے نہ دینا، احیاء قوم کے لئے ازبس ضروری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے شیخ عبدالقادر صاحب کا کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانح پر ''حیات طیبہ'' لکھ کر ایک اہم ضرورت کو پورا کیا۔ اب ان کی دوسری کوشش ''حیات نور'' ہے جس کا ایک حصہ جستہ جستہ میں نے دیکھا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں کچھ ایسے انداز سے اسلوب بیان کی توفیق عطا فرمائی

ہے۔ کہ مضمون میں جدّت اور ندرت دونوں موجود ہیں، بے ساختہ پن ہے کوئی تصنع نہیں اور طریق اظہارِ خیال ایسا دل نشین کہ دل یہی چاہتا ہے کہ پڑھتے چلے جائیں۔ شیخ صاحب نے کتاب میں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی مجالس کا زندہ نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے، پڑھنے والا یوں محسوس کرتا ہے کہ گویا وہ خود شریکِ مجلس ہے اور یہ سارا واقعہ اس کا آنکھوں دیکھا ہے، ایک حد تک ماضی کو دہرانے میں وہ کامیاب رہے ہیں، اور تاثر کے اعتبار سے انہوں نے قارئین کے لئے نہایت قیمتی روحانی مواد فراہم کر دیا ہے، وہی قومیں زندہ رہتی ہیں یا زندہ کہلانے کی مستحق ہوتی ہیں، جو اپنے اسلاف کے کارناموں کو نہیں بھولتیں۔ خدا کرے کہ ایسی تحریروں کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ ہوتی رہے اور اس قسم کی قلمی کوششوں کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو۔ افرادِ جماعت کا فرض ہے کہ وہ ایسی تصانیف خرید کر مصنفوں کی حوصلہ افزائی کریں اور وہ فریضہ جو قوا انفسکم و اہلیکم نارا کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے ہر فرد پر قائم کیا ہے۔ اس کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ اس تصنیف کو بنی نوع انسان کی روحانی بہبودی کا ذریعہ بنائے، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا عشق لوگوں کے دلوں میں پیدا کرے اور ہر فرد جماعت کو توکل کا وہ مقام حاصل ہو جائے، کہ ہر فرد کے متعلق یہ کہا جا سکے کہ ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ امت نور دیں بودے!
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

بشیر احمد ۲۱؍ نومبر ۱۹۶۳ء

مکرمی و محترمی جناب قاضی محمد اسلم صاحب سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور (حال) ہیڈ آف دی فلاسفی ڈیپارٹمنٹ پنجاب یونیورسٹی، لاہور تحریر فرماتے ہیں:

آپ نے کتاب ''حیات نور'' دیکھنے کا موقعہ دیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ جلدی جلدی کئی حصے دیکھے۔ نہایت دلچسپ اور دل کش۔ جہاں سے بھی پڑھنا شروع کر دیا جائے، وہیں ایسی جذب پیدا ہو جاتی ہے کہ چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ آپ کا سٹائل نہایت سادہ اور دل پر اثر کرنے والا ہے، آپ نے ترتیب بھی خوب دی ہے۔

اس کتاب کی تالیف سے ہمارے زمانے اور سارے براعظم ہندو پاکستان کی پچھلی صدی کی تاریخ کا ایک عظیم حصہ ریکارڈ میں آ گیا ہے اور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کا بہت بڑا باب۔

حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے پہلو کئی ہیں۔ حضور کے حالات پڑھ کر دل، دماغ

اور روح تینوں میں جلا پیدا ہوتا ہے۔ میں نے بھی حضور رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہوا ہے۔ وہ تصویر کبھی محو نہیں ہو سکتی، امرتسر میں جماعت کو خطاب کر رہے ہیں۔ اس تقریب کے بعد میرے بڑے بھائی ڈاکٹر محمد منیر صاحب نے بیعت کی۔ میں اس وقت چھوٹا تھا۔

خاکسار محمد اسلم ۲۴ر نومبر ۱۹۶۳ء

مکرم و محترم جناب چوہدری محمد انور حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ و ممبر نگران بورڈ تحریر فرماتے ہیں:

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب فاضل مربی سلسلہ عالیہ کو یہ شرف حاصل ہوا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح مبارک ''حیاتِ طیبہ'' کی تصنیف کے بعد حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح حیات لکھیں۔

مجھے یہ کتاب پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ فاضل مصنف نے سیدنا حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کی سیرت کے حالات اور واقعات ایسے دلکش، سادہ، اور لطیف پیرائے میں ترتیب دیئے ہیں۔ کہ جب میں نے اس کتاب کا مطالعہ شروع کیا۔ جب تک ختم نہیں ہوئی۔ میں اسے اپنے سے جدا نہیں کر سکا۔ کتاب نہایت محنت اور کاوش سے لکھی گئی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مؤلف کو اس کی تالیف میں سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑا ہوگا۔

میں یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ''حیاتِ طیبہ'' کی طرح ''حیاتِ نور'' بھی انشاء اللہ سلسلہ کی بلند پایہ کتب میں شمار ہوگی اور ہمارے اداروں اور لائبریریوں کی زینت ہوگی۔ فاضل مؤلف نے یہ بڑی عمدہ اور نفیس کتاب لکھ کر سلسلہ کی ایک بہت بڑی خدمت کی ہے۔ خصوصاً نئی پود کے لئے تو یہ ایک بیش بہا روحانی مائدہ ہے۔ جس سے انہیں کماحقہٗ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

میں محترم شیخ عبدالقادر صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں، کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ عظیم کارنامہ سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی اور دعا کرتا ہوں کہ مولا کریم انہیں آئندہ بھی بیش از بیش خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خاکسار

محمد انور حسین ۲۷ر نومبر ۱۹۶۳ء

بیان حضرت شیخ صاحب دین صاحب ڈھینگرا ساکنہ گوجرانوالہ

آج مورخہ ۲۹؍نومبر ۱۹۶۳ء کو گوجرانوالہ سے حضرت شیخ صاحب دین صاحب ڈھینگرا تشریف لائے، آپ کی عمر اس وقت نوے سال سے اوپر ہے، آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے بیعت تو ۱۸۹۱ء میں کی تھی۔ لیکن سلسلہ کے ریکارڈ میں ۱۸۹۲ء میں لکھا گیا ہے۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا بہت ابتدائی زمانہ کی بات ہے۔ جب حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ جموں سے گوجرانوالہ تشریف لائے۔ تو میں نے آپ کی خدمت میں تقریر کرنے کے لئے عرض کی۔ جس پر آپ نے میری درخواست منظور فرما کر مسجد کمہاراں میں تقریر فرمائی۔

آپ ۱۹۰۴ء کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت اقدس تقریر کر کے لئے لاہور تشریف لائے۔ تو جو نوجوان گھوڑوں کی بجائے حضور کی گاڑی کھینچنے کے لئے تیار ہوئے تھے، ان میں مَیں بھی تھا مگر جب حضور اس پر رضامند نہ ہوئے، اور گھوڑے جوتے گئے۔ تو میں گاڑی کے پیچھے کھڑا ہو کر چھاتہ کے ذریعہ حضور کو سایہ کر رہا تھا، میں نے حضور کی خدمت میں رقعہ لکھا تھا، کہ حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کو بلا لیا جائے، لوگ ان کے مواعظ حسنہ سے فائدہ اٹھائیں گے، اس پر حضور نے حضرت مولوی صاحب کو بلا لیا۔ میں نے حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کی، کہ حضرت! لوگ آپ کے مواعظ حسنہ سے مستفیض ہونا چاہتے ہیں، کچھ فرمائیے، اس پر آپ نے فرمایا۔ ایک ہوتا ہے امیر اور وہ ہیں حضرت مرزا صاحب اور ایک ہوتا ہے مامور اور وہ میں ہوں، اگر حضور مجھے حکم دیں، تو میں حاضر ہوں، ورنہ میں ''اگر دھت'' (خوامخواہ آگے آنے والا) نہیں بننا چاہتا۔ اس پر میں نے حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا۔ حضور کی طرف سے اجازت آنے پر حضرت مولوی صاحب نے وعظ بیان کرنا شروع فرما دیا۔

ملتان کا واقعہ بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ ملتان میں شہادت دینے کیلئے تشریف لے گئے، تو ان ایام میں ملتان کی جماعت کا سیکرٹری مَیں تھا۔ اس لئے حضور کی رہائش اور دیگر جملہ انتظامات کا انچارج میں ہی تھا۔

نوٹ: حضرت شیخ صاحب گو بوڑھے ہیں۔ لیکن بہت باہمت آدمی ہیں۔ انکم ٹیکس کے مقدمات کی پیروی کے لئے عموماً اکیلے ہی لاہور آتے جاتے ہیں، یہ امر میرے لئے باعثِ مسرت ہے، کہ حضرت شیخ صاحب خاکسار کی بڑی بہو کے دادا ہیں۔

خاکسار

عبدالقادر مؤلف کتاب ہذا ۳؍دسمبر ۱۹۶۳ء